سُوْرَةُ الرَّعْدِ

سُوْرَةُ الرَّعْدِ ۱۳ مَدَنِيَّةٌ ۹۶ | بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ | اٰيَاتُهَا ۴۳ رُكُوْعَاتُهَا ۶

سورۂ رعد مکہ میں نازل ہوئی اور جس میں | شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے | تینتالیس آیات اور چھ رکوع ہیں

الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا

یہ آیتیں ہیں کتاب کی اور جو کچھ اُترا تجھ پر تیرے رب سے سو حق ہے لیکن بہت لوگ

يُؤْمِنُوْنَ ۝۱ اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ

نہیں مانتے ف۱ اللہ وہ ہے جس نے اونچے بنائے آسمان بغیر ستون دیکھتے ہو ف۲ پھر قائم ہوا عرش پر ف۳ اور کام میں

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ

لگا دیا سورج اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے وقت مقرر پر[1] ف۴ تدبیر کرتا ہے کام کی ظاہر کرتا ہے نشانیاں کہ شاید[2] تم اپنے رب سے ملنے کا

تُوْقِنُوْنَ ۝۲ وَهُوَ الَّذِيْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْهٰرًا ؕ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ جَعَلَ

یقین کرو ف۵ اور وہی ہے جس نے پھیلائی زمین اور رکھے اُس میں بوجھ[3] اور ندیاں ف۶ اور ہر میوے کے رکھے

فِيْهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۳

اُس میں جوڑے دو دو قسم ف۷ ڈھانکتا ہے دن پر رات کو ف۸ اس میں نشانیاں ہیں انکو واسطے جو کہ دھیان کرتے ہیں

(۱) **قرآن ایک واضح حقیقت** یعنی جو کچھ اس سورت میں پڑھا جانے والا ہے وہ عظیم الشان کتاب کی آیتیں ہیں۔ یہ کتاب جو آپ پر پروردگار کی طرف سے اُتاری گئی۔ یقیناً حق و صواب ہے لیکن جائے تعجب ہے کہ ایسی صاف اور واضح حقیقت کے ماننے سے بھی بہت لوگ انکار کرتے ہیں۔

(۲) **بے ستون آسمان** یعنی اس دنیا کی ایسی عظیم الشان، بلند اور مضبوط چھت خدا ہی نے بنائی جسے تم دیکھتے ہو۔ اور لطف یہ ہے کہ کوئی ستون یا کھمبا یا گرڈر دکھائی نہیں دیتا جس پر اتنی بڑی ڈاٹ کھڑی کی گئی بجز اس کے کیا کہا جائے کہ محض قدرت کے غیر مرئی ستون کے سہارے اُس کا قیام ہے۔ "وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" (حج رکوع ۹) کشش اجسام کا نظریہ اگر صحیح ہو تو وہ اس آیت کے منافی نہیں۔ کیونکہ کشش کو عرفاً عمد نہیں کہتے اور اگر عمد کہا جائے تو مرئی نہیں ہے۔ "رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّمُجَاهِدٍ وَّالْحَسَنِ وَقَتَادَةَ وَغَيْرِ وَاحِدٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا لَهَا عُمُدٌ وَّلٰكِنْ لَّا نَرٰى" (ابن کثیر) یعنی ان بزرگوں نے فرمایا کہ آسمانوں کے ستون ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتے واللہ اعلم۔

(۳) "استواء علی العرش" کے متعلق سورۂ "اعراف" آٹھویں پارہ کے آخر میں کلام کیا گیا ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

(۴) **تسخیر شمس و قمر** یعنی سورج اپنا دورہ ایک سال میں اور چاند ایک ماہ میں پورا کرتا ہے۔ یا "لِاَجَلٍ مُّسَمًّى" کے معنی وقت مقرر تک لئے

[1] تک۔ [2] تاکہ۔ [3] پہاڑ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

جائیں تو یہ مطلب ہوگا کہ چاند سورج اسی طرح چلتے رہیں گے۔ قیامت تک۔

(۵) **لقائے رب کا یقین** یعنی جس نے ایسی عظیم الشان مخلوقات کو پیدا کیا اُسے تمہارا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ نیز ایک باخبر، مدبر، بیدار مغز اور طاقتور گورنمنٹ باغیوں اور مجرموں کو ہمیشہ کے لئے یوں ہی آزاد نہیں چھوڑے رکھتی۔ نہ وفادار امن پسند رعایا کی راحت رسانی سے اغماض کر سکتی ہے۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ خداوند قدوس جو زمین و آسمان کے تخت کا تنہا مالک اور اپنی تدبیر و حکمت سے تمام مخلوقات علوی و سفلی کا انتظام باحسن اسلوب قائم رکھنے والا ہے۔ مطیع و عاصی کو یوں ہی مہمل چھوڑے رکھے۔ ضرور ہے کہ ایک دن وفاداروں کو وفاداری کا صلہ ملے اور مجرم اپنی سزا کو پہنچیں۔ پھر جب اس زندگی میں مطیع و عاصی کے درمیان ہم ایسی صاف تفریق نہیں دیکھتے تو یقیناً ماننا پڑے گا کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جس میں سب کو آسمانی عدالت کے سامنے حاضر ہو کر عمر بھر کے اعمال کا پھل چکھنا ہوگا۔

(۶) یعنی پہاڑ جو ایک جگہ کھڑے ہیں اور دریا جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔

(۷) **پھلوں کے جوڑے** یعنی چھوٹا بڑا، کھٹا میٹھا، سیاہ سفید، گرم سرد، اور جدید تحقیق کے موافق ہر ایک میں نر و مادہ بھی پائے جاتے ہیں۔

(۸) اس کے معنی سورۂ اعراف میں آٹھویں پارے کے خاتمہ پر بیان ہو چکے وہاں دیکھ لیا جائے۔

وَفِى الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ

اور زمین میں کھیت ہیں مختلف ایک دوسرے سے متصل اور باغ ہیں انگور کے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک کی جڑ دوسری سے ملی ہوئی اور بعضی بن ملی اکو

يُّسْقٰى بِمَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِى الْاُكُلِ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ

پانی بھی ایک ہی دیا جاتا ہے اور ہم ہیں کہ بڑھا دیتے ہیں اُن میں ایک کو ایک سے میووں میں ان چیزوں میں نشانیاں ہیں اُن کو

يَّعْقِلُوْنَ ④ وَاِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ءَاِذَا كُنَّا تُرٰبًا ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ

جو غور کرتے ہیں ف۹ اور اگر تو عجیب بات چاہے تو عجیب ہے اُن کا کہنا کہ کیا جب ہو گئے ہم مٹی کیا نئے سرے سے بنائے جائینگے ف۱۰ وہی ہیں جو

كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ الْاَغْلٰلُ فِىْۤ اَعْنَاقِهِمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ⑤

منکر ہو گئے اپنے رب سے اور وہی ہیں کہ طوق ہیں اُنکی گردنوں میں اور وہ ہیں دوزخ والے وہ اُسی میں رہیں گے برابر ف۱۱

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ

اور جلد مانگتے ہیں تجھ سے برائی کو پہلے بھلائی سے ف۱۲ اور گذر چکے ہیں اُن سے پہلے بہت سے عذاب اور تیرا رب معاف بھی کرتا ہے

لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ⑥ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ

لوگوں کو باوجود انکے ظلم کے اور تیرے رب کا عذاب بھی سخت ہے ف۱۳ اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اُتری اُس پر

اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اِنَّمَاۤ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ⑦ ع

کوئی نشانی اسکے رب سے ف۱۴ تیرا کام تو ڈر سنا دینا ہے اور ہر قوم کیلئے ہوا ہے راہ بتانیوالا ف۱۵

(۹) **زمین کی نعمتوں میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں** بلند آسمانوں کے مقابل پست زمین کا ذکر کیا۔ آسمان کے ساتھ چاند سورج کا بیان ہوا تھا کہ ہر ایک کے

لے پاس پاس۔ کے مثالیں۔

Brought To You By www.e-iqra.info

رفتار الگ ہے اور ہر ایک کا کام جُدا گانہ ہے۔ ایک کی گرم و تیز شعاعیں جو کام کرتی ہیں، دوسرے کی ٹھنڈی اور دھیمی چاندنی سے وہ بن نہیں پڑتا۔ اسی طرح یہاں زمین کے مختلف احوال اور اُس سے تعلق رکھنے والی مختلف چیزوں کا ذکر فرمایا۔ کہیں پہاڑ کھڑے ہیں کہیں دریا رواں ہیں، جو میوے اور پھل پیدا ہوتے اُن میں بھی شکل، صورت، رنگ، مزہ، چھوٹے بڑے بلکہ نر و مادہ کا اختلاف ہے۔ کبھی زمین دن کے اُجالے سے روشن ہو جاتی ہے کبھی رات کی سیاہ نقاب منہ پر ڈال لیتی ہے۔ پھر طرفہ تماشا یہ ہے کہ چند قطعات زمین جو ایک دوسرے سے متصل ہیں۔ ایک پانی سے سیراب ہوتے ہیں، ایک سورج کی شعاعیں سب کو پہنچتی ہیں، ایک ہی ہوا سب پر چلتی ہے۔ اس کے باوجود اس قدر مختلف پھول پھل لاتے ہیں اور باہم پیداوار کی کمی زیادتی کا اتنا فرق ہوتا ہے جو دیکھنے والوں کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔ غور و فکر کرنے والے ان نشانیوں کو دیکھ کر سمجھ لیتے ہیں کہ ایک ہی ابر رحمت کی آبیاری یا ایک ہی آفتاب ہدایت کی موجودگی میں انسانوں کے مادی و روحانی احوال کا اختلاف بھی کچھ مستبعد و مستنکر نہیں ہے اور یہ کہ لامحدود قدرت کا کوئی زبردست ہاتھ آسمان سے زمین تک تمام مخلوق کے نظام ترکیبی کو اپنے قبضہ میں لئے ہوئے ہے۔ جس نے ہر چیز کی استعداد کے موافق اس کے دائرہ عمل و اثر کی بہت مضبوط حد بندی کر رکھی ہے پھر ایسے لامتناہی قدرت و اختیار رکھنے والے خدا کو کیا مشکل ہے کہ ہم کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دے اور اس عالم کے مخلوط عناصر کی کیمیاوی تحلیل کر کے ہر خیر و شر کو اس کے مستقر میں پہنچا دے۔

(۱۰) یعنی اس سے زیادہ عجیب بات کیا ہوگی کہ جس نے اوّل ایک چیز بنائی وہ دوبارہ بنانے پر قادر نہ ہو؟ العیاذ باللہ۔

(۱۱) **بعث بعد الموت کا انکار اور اس کی سزا** گویا یہ لوگ "بعث بعد الموت" کا انکار کر کے خداوند قدوس کی شہنشاہی سے منکر ہیں۔ تو ایسے باغیوں کا انجام یہی ہوتا ہے کہ گلے میں طوق اور ہاتھ پاؤں میں ہتکڑیاں اور بیڑیاں پہنا کر ابدی جیلخانہ میں ڈال دیے جائیں جو حقیقت میں ایسے ہی مجرموں کے لئے بنایا گیا ہے۔

(۱۲) یعنی حق کو قبول نہیں کرتے جس سے دنیا و آخرت کی بھلائی ملے۔ کفر اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں عذاب لے آؤ۔

(۱۳) **حق تعالیٰ کا حلم و تدبّر** یعنی پہلے بہتیری قوموں پر عذاب آچکے ہیں تم پر لے آنا کیا مشکل تھا، بات صرف اتنی ہے کہ تیرا پروردگار اپنی شان حلم و عفو سے ہر چھوٹے بڑے جرم پر فوراً گرفت نہیں کرتا۔ وہ لوگوں کے ظلم و ستم دیکھتا اور درگذر کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جب مظالم اور شرارتوں کا سلسلہ حد سے گذر جاتا ہے اُس وقت اُس کے تباہ کن عذاب سے بچنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔

(۱۴) یعنی جو نشانی ہم مانگتے ہیں وہ کیوں نہیں اُتری، جسے دیکھ کر ہم ایمان لانے پر مجبور ہو جاتے۔

(۱۵) **کفار کا مطالبہ اور اُس کا جواب** یعنی آیات کا اُتارنا آپ کے قبضہ میں نہیں، یہ تو خدا کا کام ہے جو آیت پیغمبر کی تصدیق کے لئے مناسب ہو دکھلائے آپ کا فرض اسی قدر ہے کہ خیر خواہی کی بات سنا دیں اور برائی کے مہلک انجام سے لوگوں کو آگاہ کر دیں۔ پہلے بھی ہر قوم کی طرف ہادی اور نذیر (راہ بتانے والے اور ڈرانے والے) آتے رہے ہیں۔ اُن میں سے کسی کا یہ دعویٰ نہیں ہوا کہ جو نشان معاندین طلب کریں گے ضرور دکھلا کر رہیں گے۔ ہاں خدا کی راہ دکھانا اُن کا کام تھا وہ ہی آپ کا ہے۔ البتہ وہ خاص خاص قوم کے لئے ہادی تھے آپ دنیا کی ہر قوم کے لئے ہیں۔

اَللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تَحۡمِلُ کُلُّ اُنۡثٰی وَ مَا تَغِیۡضُ الۡاَرۡحَامُ وَ مَا تَزۡدَادُ ؕ وَ کُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَہٗ بِمِقۡدَارٍ ﴿۸﴾

اللہ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ ف۱۶ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اُس کے یہاں اندازہ ہے ف۱۷

عٰلِمُ الۡغَیۡبِ وَ الشَّہَادَۃِ الۡکَبِیۡرُ الۡمُتَعَالِ ﴿۹﴾ سَوَآءٌ مِّنۡکُمۡ مَّنۡ اَسَرَّ الۡقَوۡلَ وَ مَنۡ جَہَرَ بِہٖ وَ مَنۡ

جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا سب سے بڑا برتر ف۱۸ برابر ہے تم میں جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو

ہُوَ مُسۡتَخۡفٍۭ بِالَّیۡلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّہَارِ ﴿۱۰﴾ لَہٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنۡۢ بَیۡنِ یَدَیۡہِ وَ مِنۡ خَلۡفِہٖ یَحۡفَظُوۡنَہٗ

چھپ رہا ہے رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو ف۱۹ اسکے پہرے والے ہیں بندہ کے آگے سے اور پیچھے سے اسکی نگہبانی کرتے ہیں

Brought To You By www.e-iqra.info

مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاِذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۤءًا

اللہ کے حکم سے ف۲۰ اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کی حالت کو جب تک وہ نہ بدلیں جو اُن کے جیوں میں ہے اور جب چاہتا ہے اللہ کسی قوم پر آفت

فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۱﴾ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّ

پھر وہ نہیں پھرتی اور کوئی نہیں اُنکا اُس کے سوا مددگار ف۲۱ وہی ہے کہ تم کو دکھلاتا ہے بجلی ڈر[1] کو اور اُمید کو اور

يُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

اُٹھاتا ہے بادل بھاری ف۲۲ اور پڑھتا ہے گرجنے والا خوبیاں اُسکی اور سب فرشتے اُس کے ڈر سے ف۲۳ اور بھیجتا ہے کڑک بجلیاں

فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ﴿۱۳﴾ لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ

پھر ڈالتا ہے جس پر چاہے اور یہ لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں اور اُس کی آن[2] سخت ہے ف۲۴ اُسی کا پکارنا سچ ہے اور جن لوگوں کو

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ

یہ پکارتے ہیں اُس کے سوا وہ نہیں کام آتے اُن کے کچھ بھی مگر جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ پانی کی طرف کہ آپہنچے اسکے منہ تک اور وہ کبھی نہ

بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

پہنچیگا اُس تک اور جتنی پکار ہے کافروں کی سب گمراہی ہے ف۲۵ اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة

اور اُنکی پرچھائیاں صبح اور شام ف۲۶

السجدۃ

(۱۶) کہ مذکر ہے یا مونث، پورا ہے یا ادھورا، اچھا ہے یا بُرا، وغیر ذٰلک من الاحوال۔

(۱۷) **حمل کے مراحل اور اللہ کا علم** یعنی حاملہ کے پیٹ میں ایک بچہ ہے یا زیادہ، پورا بن چکا ہے یا ناتمام ہے، تھوڑی مدت میں پیدا ہوگا یا زیادہ میں۔ غرض پیٹ کے گھٹنے بڑھنے کے تمام اسرار و اسباب اور اوقات و احوال کو پوری طرح جانتا ہے۔ اور اپنے علم محیط کے موافق ہر چیز کو ہر حالت میں اُس کے اندازہ اور استعداد کے موافق رکھتا ہے۔ اسی طرح اُس نے جو آیات انبیاء علیہم السلام کی تصدیق کے لئے اُتاری ہیں اُن میں خاص اندازہ اور مصالح و حکم ملحوظ رہی ہیں۔ جس وقت جس قدر بنی آدم کی استعداد و صلاحیت کے مطابق نشانات کا ظاہر کرنا مصلحت تھا اُس میں کمی نہیں ہوئی۔ باقی قبول کرنے اور منتفع ہونے کے لحاظ سے لوگوں کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسے حوامل کے پیٹ سے پیدا ہونیوالوں کے احوال تفاوتِ استعداد و تربیت کی بناء پر مختلف ہوتے ہیں۔

(۱۸) یہ علم الٰہی کی لامحدود وسعت و احاطہ کا بیان ہوا یعنی دنیا کی کوئی کھلی چھپی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں اور تمام عالم اُس کے زیر تصرف ہے۔

(۱۹) **اللہ کا علم محیط** علم الٰہی کا عموم بیان کر کے بلحاظ مناسبت مقام خاص احوال مکلفین کی نسبت بتلاتے ہیں کہ تمہارے ہر قول و فعل کو ہمارا علم محیط ہے۔ جو بات تم دل میں چھپاؤ، یا آہستہ کہو اور جو علانیہ پکار کر کہو، نیز جو کام رات کی اندھیری میں پوشیدہ ہو کر کرو۔ اور جو دن دہاڑے برسر بازار کرو، دونوں کی حیثیت علم الٰہی کے اعتبار سے یکساں ہے۔ بعض مفسرین نے آیت کو تین قسم کے آدمیوں پر مشتمل بتلایا ہے "مَنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ" (جو بات کو چھپائے) "مَنْ جَهَرَ بِهٖ" (جو ظاہر کرے) "مَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ" (جو اپنا کام رات کو چھپائے مثلاً شب کو چوری

[1] ڈرانے کو۔ [2] پکڑ۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کرنا اور دن کو ظاہر کرے مثلاً دن میں نمازیں پڑھنا) اللہ تعالیٰ کو سب یکساں طور پر معلوم ہیں۔

(۲۰) **اللہ کے پہرے دار** یعنی ہر بندہ کے ساتھ خدا کے فرشتے مامور ہیں۔ جن میں بعض اُس کے سب اگلے پچھلے اعمال لکھتے ہیں اور بعضے خدا کے حکم کے موافق اُن بلاؤں کو دفع کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ جن سے حق تعالیٰ بندہ کو بچانا چاہتا ہے۔ جس طرح اس عالم میں خدا کی عام عادت ہے کہ جو چیز پیدا کرنا چاہے اُس کے ظاہری اسباب مہیا کر دیتا ہے، ایسے ہی اُس نے کچھ باطنی اسباب و ذرائع پیدا کئے ہیں جن کو ہماری آنکھیں نہیں دیکھتیں۔ لیکن مشیت الٰہی کی تنفیذ اُن کے واسطہ سے ہوتی ہے۔

(۲۱) **قوموں کے عروج و زوال کا قانون** یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نگہبانی اور مہربانی سے جو ہمیشہ اُس کی طرف سے ہوتی رہتی ہے، کسی قوم کو محروم نہیں کرتا۔ جب تک وہ اپنی روش اللہ کے ساتھ نہ بدلے۔ جب بدلتی ہے تو آفت آتی ہے۔ پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔ نہ کسی کی مدد اُس وقت کام دیتی ہے۔ (تنبیہ) یہاں قوموں کے عروج و زوال کا قانون بتایا ہے، اشخاص و افراد کا نہیں۔ قوم کی اچھی بُری حالت متعین کرنے میں اکثریت اور غلبہ کا لحاظ ہوتا ہے۔

(۲۲) **بجلی و بارش میں نشانیاں** پہلے بندوں کی حفاظت کا ذکر تھا، پھر برائیوں سے جو آفت و مصیبت آتی ہے اُس کا ذکر ہوا معلوم ہوا کہ خدا کی ذات شان انعام و انتقام دونوں کی جامع ہے اسی مناسبت سے یہاں بعض ایسے نشانہائے قدرت کی طرف توجہ دلائی جن میں بیک وقت اُمید و خوف کی دو متضاد کیفیتیں پیدا کرنے کی صلاحیت ہے۔ یعنی جب بجلی چمکتی ہے تو اُمید بندھتی ہے کہ بارش آئیگی۔ اور ڈر بھی لگتا ہے کہ کہیں گر کر ہلاکت کا سبب نہ بن جائے۔ بھاری بادل پانی کے بھرے ہوئے آتے ہیں تو خوشی ہوتی ہے کہ بارانِ رحمت کا نزول ہوگا، ساتھ ہی فکر رہتی ہے کہ پانی کا طوفان نہ آجائے، ٹھیک اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ رحمتِ الٰہی کا اُمیدوار رہے مگر مکر اللہ سے مامون اور بے فکر نہ ہو۔

(۲۳) **تسبیح رعد کی توجیہہ** یعنی گرجنے والا بادل یا فرشتہ زبانِ "حال" یا "قال" سے حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید کرتا ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (بنی اسرائیل۔ رکوع ۵) اور تمام فرشتے ہیبت و خوف کے ساتھ اُس کی حمد و ثنا اور تسبیح و تحمید میں مشغول رہتے ہیں (تنبیہ) "رعد" و "برق" وغیرہ کے متعلق آج کل کی تحقیق یہ ہے کہ بادلوں میں "قوت کہربائیہ موجبہ" پائی جاتی ہے اور زمین میں "کہربائیہ سالب" جو بادل زمین سے زیادہ نزدیک ہو اُس میں گاہ بگاہ زمین کی "سالب کہربائیہ" سرایت کر جاتی ہے۔ پھر اس بادل کے اُوپر بسا اوقات وہ بادل گذرتے ہیں جن میں "کہربائیہ موجبہ" موجود ہے۔ اور یہ قاعدہ تجربہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ مختلف قسم کے "کہربائیہ" رکھنے والے دو جسم جب محاذی ہوں تو ہر ایک اپنے اندر دوسرے کی "کہربائیہ" کو جذب کرتا ہے تا کہ دونوں کی کہربائیہ متحد ہو جائے۔ اسی قاعدہ سے اُوپر نیچے والے بادل جب ایک دوسرے کی قوت کہربائیہ کو اپنی طرف کھینچتے ہیں تو دونوں کے ملجانے سے شدید حرارت پیدا ہو جاتی ہے اور اُس حرارت شدیدہ سے دونوں بادلوں کے حجم کو مناسب ایک آتشیں شعلہ اُٹھتا ہے جو "صائقہ" کہلاتا ہے اسی صائقہ کی چمک اور روشنی "برق" کہلاتی ہے اور ہوا میں اُس کے سرایت کرنے سے جو آواز نکلتی ہے وہ "رعد" ہے "کہرباء" کا یہی آتشیں شرارہ کبھی بادلوں اور ہواؤں کو پھاڑ کر نیچے گرتا ہے۔ جس کے نہایت عجیب و غریب افعال و آثار مشاہدہ کئے گئے ہیں، علاوہ اس کے کہ وہ مکانوں کو گراتا، پہاڑوں کو شق کرتا اور جانداروں کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ بعض اوقات دیکھا گیا ہے کہ اُس نے نہایت احتیاط سے ایک آدمی کے بدن سے کپڑے اُتار کر کسی درخت کی شاخ پر رکھ دیئے ہیں مگر پہننے والے کے جسم کو کچھ صدمہ نہیں پہنچا۔ (دائرۃ المعارف فرید وجدی) جسے دیکھ کر خیال گذرتا ہے کہ بجلی کے اس آتشیں شعلہ میں کوئی ذی شعور اور ذی اختیار قوت غیر مرئی طریقہ سے کام کر رہی ہے ہم کو ضرورت نہیں کہ اُوپر بیان کئے ہوئے "نظریہ" کا انکار کریں۔ لیکن یہ بیان کرنیوالے خود اقرار کرتے ہیں کہ "روح" کی طرح "قوت کہربائیہ" کی اصل حقیقت پر بھی اس وقت تک پردہ پڑا ہوا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے اربابِ کشف و شہود کا بیان یہ ہے کہ تمام نظام عالم میں ظاہری اسباب کے علاوہ باطنی عظیم الشان سلسلہ کارفرما ہے۔ جو کچھ ہم یہاں دیکھتے ہیں وہ صرف صورت ہے۔ لیکن اس صورت میں جو غیر مرئی حقیقت پوشیدہ ہے اُس کے ادراک

Brought To You By www.e-iqra.info

تک عام لوگوں کی رسائی نہیں۔ صرف باطنی آنکھ رکھنے والے اُسے دیکھتے ہیں۔ آخر تم جو نظریات بیان کرتے ہو (مثلاً یہ ہی قوت کہربائیہ کا موجبہ سالبہ ہونا وغیرہ) اُس کا علم بھی چند حکمائے طبیعیین کے سواء بلاواسطہ کس کو ہوتا ہے۔ کم از کم اتنا ہی وثوق انبیاء کے مشاہدات و تجربات پر کر لیا جائے تو بہت سے اختلافات مٹ سکتے ہیں۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دوسرے نوامیس طبیعیہ کی طرح بادلوں اور بارشوں کے انتظامات پر بھی فرشتوں کی جماعتیں تعینات ہیں جو بادلوں کو مناسب مواقع پر پہنچاتے اور اُن سے حسب ضرورت و مصلحت کام لینے کی تدبیر کرتی ہیں۔ اگر تمہارے بیان کے موافق بادل اور زمین وغیرہ کی "کہربائیہ" کا مدبر کوئی غیر مرئی فرشتہ ہو تو انکار کی کونسی وجہ ہے؟ جس کو تم "شرارہ کہربائیہ" کہتے ہو چونکہ وہ فرشتہ کے خاص تصرف سے پیدا ہوتا ہے لہٰذا اُسے "وحی" کی زبان میں "مخاریق من نار" (فرشتہ کا آتشیں کوڑا) کہہ دیا گیا تو کیا قیامت ہو گئی۔ اُس کی شدت اور سخت اشتعال سے جو گرج اور کڑک پیدا ہوئی اگر حقیقت کو لحاظ کرتے ہوئے اُسے فرشتہ کی ڈانٹ سے تعبیر فرمایا تو یہ نہایت ہی موزوں تعبیر ہے۔ بہرحال "سائنس" نے جس چیز کی محض صورت کو سمجھا "وحی" نے اُس کی روح اور حقیقت پر مطلع کر دیا۔ کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ دونوں کو ایک دوسرے کا حریف مقابل قرار دے لیا جائے۔ علامہ محمود آلوسیؒ نے "بقرہ" کے شروع میں اس پر معقول بحث کی ہے۔ فلیراجع۔

(۲۴) **بجلی کی کڑک میں نشانیاں** ان جھگڑنے والوں پر عذاب کی بجلی نہ گرا دے۔ حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے عرب کے ایک متکبر رئیس کے پاس آدمی بھیجا کہ اُسے میرے پاس بلا لاؤ۔ قاصد نے اُس کو کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے بلاتے ہیں کہنے لگا رسول اللہ کون ہے؟ اور اللہ کیا چیز ہے؟ سونے کا ہے یا چاندی کا یا تانبے کا؟ (العیاذ باللہ) تین مرتبہ یہی گفتگو کی۔ تیسری مرتبہ جب وہ یہ گستاخانہ کلمات بک رہا تھا، ایک بادل اُٹھا فوراً بجلی گری اور اُس کی کھوپڑی سر سے جدا کر دی۔ بعض روایات میں ہے کہ عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ ہم اسلام لاتے ہیں بشرطیکہ آپ کے بعد خلافت ہم کو ملے آپ نے انکار فرما دیا۔ دونوں یہ کہہ کر اُٹھے کہ ہم "مدینہ" کی وادی کو آپ کے مقابلہ میں پیدل اور سواروں سے بھر دیں گے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ اُس کو روک دے گا اور "انصار مدینہ" روکیں گے۔ وہ دونوں چلے، راستہ میں "اربد" پر بجلی گری اور عامر طاعون کی گلٹی سے ہلاک ہوا۔ (فائدہ) رعد کی آواز سُن کر کہنا چاہئے، "سُبْحَانَ مَنْ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ"۔

(۲۵) **معبودانِ باطل سے دُعاء کی مثال** یعنی پکارنا اُسی کو چاہئے جو ہر قسم کے نفع و ضرر کا مالک ہے۔ عاجز کو پکارنے سے کیا حاصل؟ اللہ کے سوا کون ہے جس کے قبضہ میں اپنا یا دوسروں کا نفع و ضرر ہے؟ غیر اللہ کو اپنی مدد کے لئے بُلانا ایسا ہے جیسے کوئی پیاسا کنوئیں کی مَن پر کھڑا ہو کر پانی کی طرف ہاتھ پھیلائے اور خوشامد کرے کہ میرے منہ میں پہنچ جا۔ ظاہر ہے قیامت تک پانی اُس کی فریاد کو پہنچنے والا نہیں۔ بلکہ اگر پانی اس کی مٹھی میں ہو۔ تب بھی خود چل کر منہ تک نہیں جا سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "کافر جن کو پکارتے ہیں بعضے محض خیالات واوہام ہیں، بعضے جن اور شیاطین ہیں، اور بعضی چیزیں ہیں کہ ان میں کچھ خواص ہیں۔ لیکن اپنے خواص کی مالک نہیں۔ پھر اُن کے پکارنے سے کیا حاصل"؟ جیسے آگ یا پانی اور شاید ستارے بھی اسی قسم میں ہوں"۔

(۲۶) **مخلوقات کا اللہ کو سجدہ** حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اُس کے حکم پر اور جو نہ یقین لایا آخر اُس پر بھی بے اختیار اُسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح اور شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے اُن کا سجدہ"۔ مطلب یہ ہے کہ جواہر ہوں یا اعراض کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہو سکتی۔ اُس کے نفوذ و اقتدار کے سامنے سب منقاد اور سربسجود ہیں۔ سایہ کا گھٹنا بڑھنا، داہنے بائیں مائل ہونا سب اُسی کے ارادہ اور مشیت سے ہے۔ صبح شام کا ذکر شاید اس لئے کیا کہ ان وقتوں میں زمین پر سایہ کا پھیلاؤ زیادہ نمایاں ہوتا ہے۔

قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ

تو پوچھ کون ہے رب آسمان اور زمین کا کہہ دے اللہ ہے کہہ پھر کیا تم نے پکڑے ہیں اُس کے سوا ایسے حمایتی جو مالک نہیں

Brought To You By www.e-iqra.info

لِاَنۡفُسِهِمۡ نَفۡعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ قُلۡ هَلۡ يَسۡتَوِى الۡاَعۡمٰى وَالۡبَصِيۡرُ ۙ اَمۡ هَلۡ تَسۡتَوِى الظُّلُمٰتُ وَالنُّوۡرُ ۚ

اپنے بھلے اور برُے کے ف۲۷ کہہ کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا یا کہیں برابر ہے اندھیرا اور اُجالا ف۲۸

اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَيۡهِمۡ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ

کیا ٹھہرائے ہیں انہوں نے اللہ کیلئے شریک کہ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے جیسے پیدا کیا اللہ نے پھر مشتبہ ہوگئی پیدائش اُن کی نظر میں کہہ اللہ ہے پیدا کرنیوالا ہر چیز کا اور وہی ہے

الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿۱۶﴾ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتۡ اَوۡدِيَةٌ ۢ بِقَدَرِهَا فَاحۡتَمَلَ السَّيۡلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ

اکیلا زبردست ف۲۹ اُتارا اُس نے آسمان سے پانی پھر بہنے لگے نالے اپنی اپنی موافق پھر اُوپر لے آیا وہ نالا جھاگ پھولا ہوا

وَمِمَّا يُوۡقِدُوۡنَ عَلَيۡهِ فِى النَّارِ ابۡتِغَآءَ حِلۡيَةٍ اَوۡ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثۡلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ اللّٰهُ الۡحَقَّ

اور جس چیز کو دھونکتے ہیں آگ میں واسطے زیور کے یا اسباب کے اُسمیں بھی جھاگ ہے ویسا ہی یوں بیان کرتا ہے اللہ حق

وَالۡبَاطِلَ ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذۡهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنۡفَعُ النَّاسَ فَيَمۡكُثُ فِى الۡاَرۡضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضۡرِبُ

اور باطل کو سو وہ جھاگ تو جاتا رہتا ہے سوکھ کر اور وہ جو کام آتا ہے لوگوں کے سو باقی رہتا ہے زمین میں اس طرح بیان کرتا ہے

اللّٰهُ الۡاَمۡثَالَ ﴿۱۷﴾ لِلَّذِيۡنَ اسۡتَجَابُوۡا لِرَبِّهِمُ الۡحُسۡنٰى ؕ وَالَّذِيۡنَ لَمۡ يَسۡتَجِيۡبُوۡا لَهٗ لَوۡ اَنَّ لَهُمۡ مَّا

اللہ مثالیں ف۳۰ جنہوں نے مانا اپنے رب کا حکم اُن کے واسطے بھلائی ہے ف۳۱ اور جنہوں نے اُس کا حکم نہ مانا اگر اُنکے پاس ہو جو کچھ

فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا وَّمِثۡلَهٗ مَعَهٗ لَافۡتَدَوۡا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمۡ سُوۡٓءُ الۡحِسَابِ ۙ وَمَاۡوٰهُمۡ

کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اس کے ساتھ اور تو سب دیویں اپنے بدلہ میں ف۳۲ ان لوگوں کے لئے ہے برُا حساب ف۳۳ اور ٹھکانا اُن کا

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۸﴾

دوزخ ہے اور وہ برُی آرام کی جگہ ہے

(۲۷) یعنی جب ربوبیت کا اقرار صرف خدا کے لئے کرتے ہو، پھر مدد کے لئے دوسرے حمایتی کہاں سے تجویز کر لئے۔ حالانکہ وہ برابر ذرہ نفع نقصان کا مستقل اختیار نہیں رکھتے۔

(۲۸) یعنی موحد و مشرک میں ایسا فرق ہے جیسے بینا اور نابینا میں اور توحید و شرک کا مقابلہ ایسا سمجھو جیسے نور کا ظلمت سے۔ تو کیا ایک اندھا مشرک جو شرک کی اندھیریوں میں پڑا ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہو اُس مقام پر پہنچ سکتا ہے جہاں ایک موحد کو پہنچنا ہے جو فہم و بصیرت اور ایمان و عرفان کی روشنی میں فطرت انسانی کے صاف راستہ پر چل رہا ہے؟ ہرگز دونوں ایک نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے۔

(۲۹) یعنی جیسی مخلوقات خدا تعالیٰ نے پیدا کی، کیا تمہارے دیوتاؤں نے ایسی کوئی چیز پیدا کی ہے جسے دیکھ کر اُن پر خدائی کا شبہ ہونے لگا۔ وہ تو ایک مکھی کا پر اور ایک مچھر کی ٹانگ بھی نہیں بنا سکتے۔ بلکہ تمام چیزوں کی طرح خود بھی اُسی اکیلے زبردست خدا کی مخلوق ہیں۔ پھر ایسی عاجز و مجبور چیزوں کو خدائی کے تخت پر بٹھا دینا کس قدر گستاخی اور شوخ چشمی ہے۔

(۳۰) **حق اور باطل کی مثال** آسمان کی طرف سے بارش اُتری جس سے ندی نالے بہہ پڑے۔ ہر نالے میں اس کے ظرف اور گنجائش کے موافق جتنا خدا نے چاہا پانی جاری کر دیا چھوٹے میں کم بڑے میں زیادہ۔ پانی جب زمین پر رواں ہوا تو مٹی اور کوڑا کرکٹ ملنے سے گدلا ہو گیا۔ پھر میل کچیل

ے ٹھہرا آتا ہے۔ ے چھڑوائی۔ ے دے ڈالیں ے برُا بچھونا ہے۔

النصف

اور جھاگ پھولکر اوپر آیا۔ جیسے تیز آگ میں، چاندی، تانبا، لوہا اور دوسری معدنیات پگھلاتے ہیں تا زیور، برتن اور ہتھیار وغیرہ تیار کریں اُس میں بھی اسی طرح جھاگ اُٹھتا ہے مگر تھوڑی دیر بعد خشک یا منتشر ہو کر جھاگ جاتا رہتا ہے اور جو اصلی کار آمد چیز تھی (یعنی پانی یا پگھلی ہوئی معدنیات) وہ ہی زمین میں یا زمین والوں کے ہاتھ میں باقی رہ جاتی ہے۔ جس سے مختلف طور پر لوگ منتفع ہوتے ہیں۔ یہ ہی مثال حق و باطل کی سمجھ لو۔ جب وحی آسمانی دین حق کو لے کر اُترتی ہے تو قلوب بنی آدم اپنے اپنے ظرف اور استعداد کے موافق فیض حاصل کرتے ہیں، پھر حق اور باطل باہم بھڑ جاتے ہیں تو میل اُبھر آتا ہے۔ بظاہر باطل جھاگ کی طرح حق کو دبا لیتا ہے۔ لیکن اُس کا یہ اُبال عارضی اور بے بنیاد ہے تھوڑی دیر بعد اُس کے جوش و خروش کا پتہ نہیں رہتا۔ خدا جانے کدھر گیا۔ جو اصلی اور کار آمد چیز جھاگ کے نیچے دبی ہوئی تھی (یعنی حق و صداقت) بس وہ ہی رہ گئی۔ دیکھو! خدا کی بیان کردہ مثالیں کیسی عجیب ہوتی ہیں کیسے موثر طرز میں سمجھایا کہ دنیا میں جب حق و باطل بھڑتے ہیں یعنی دونوں کا جنگی مقابلہ ہوتا ہے تو گو برائے چندے باطل اونچا اور پھولا ہوا نظر آئے، لیکن آخر کار باطل کو منتشر کر کے حق ہی ظاہر و غالب ہو کر رہیگا۔ کسی مومن کو باطل کی عارضی نمائش سے دھوکا نہ کھانا چاہئے اسی طرح کسی انسان کے دل میں جب حق اتر جائے کچھ دیر کے لئے اوہام و وساوس زور شور دکھلائیں تو گھبرانے کی بات نہیں، تھوڑی دیر میں یہ اوبال بیٹھ جائے گا اور خالص حق ثابت و مستقر رہیگا۔ گذشتہ آیات میں چونکہ توحید و شرک کا مقابلہ کیا گیا تھا، اس مثال میں حق و باطل کے مقابلہ کی کیفیت بتلا دی، آگے دونوں کا انجام بالکل کھول کر بیان کرتے ہیں۔

(۳۱) یعنی ایمان و عمل صالح اختیار کیا اُن کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، حقیقی خوشی اور قلبی طمانیت و سکون اُن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

(۳۲) **آخرت کی پریشانی** یعنی یہاں تو خیر جس طرح گذرے، لیکن آخرت میں اُن کی حالت ایسی پریشانی اور گھبراہٹ کی ہوگی کہ اگر تمام دنیا کے خزانے اُن کے ہاتھ میں ہوں بلکہ اسی قدر اور بھی تو تمنا کریں گے کہ ہم یہ سب فدیہ میں دیکر اس پریشانی سے چھوٹ جائیں۔ وَاَنّٰی لَھُمْ ذٰلِكَ۔

(۳۳) یعنی حساب میں کسی قسم کی رعایت اور درگذر نہ ہوگی ایک ایک بات پر پوری طرح پکڑے جائیں گے۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ۭ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا

بھلا جو شخص جانتا ہے کہ جو کچھ اُترا تجھ پر تیرے رب سے حق ہے برابر ہو سکتا ہے اُسکے جو کہ اندھا ہے سمجھتے وہی ہیں جن کو

الْاَلْبَابِ ۝ 19 الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝ 20 وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ

عقل ہے ف۳۴ وہ لوگ جو پورا کرتے ہیں اللہ کے عہد کو اور نہیں توڑتے اُس عہد کو ف۳۵ اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْۗءَ الْحِسَابِ ۝ 21 وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَاۗءَ

جس کو اللہ نے فرمایا ملانا ف۳۶ اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور اندیشہ رکھتے ہیں بُرے حساب کا ف۳۷ اور وہ لوگ جنہوں نے صبر کیا خوشی کو

وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ

اپنے رب کی ف۳۸ اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہمارے دیئے میں سے پوشیدہ اور ظاہر ف۳۹ اور کرتے ہیں برائی کے مقابلہ میں

السَّيِّئَةَ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ 22

بھلائی ف۴۰ اُن لوگوں کے لئے ہے آخرت کا گھر

له چھپے۔ ۲ے کھلے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۳۴) مومن و کافر دونوں کا الگ الگ انجام ذکر فرمانے کے بعد متنبہ کرتے ہیں کہ ایسا ہونا عین عقل و حکمت کے موافق ہے۔ کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ ایک نپٹ اندھا جسے کچھ نظر نہ آئے یوں ہی اناپ شناپ اندھیرے میں پڑا ٹھوکریں کھا رہا ہو، اُس شخص کی برابری کر سکتا ہے جس کے دل کی آنکھیں کھلی ہیں اور پوری بصیرت کے ساتھ حق کی روشنی سے مستفید ہو رہا ہے۔

(۳۵) **اہل عقل کی صفات** یعنی اللہ سے جو عہد ازل میں ہو چکا ہے (عہد الست) جس پر انسان کی فطرت خود گواہ ہے اور جو انبیاء کی زبانی عہد لئے گئے اُن سب کو پورا کرتے ہیں۔ کسی کو توڑتے نہیں۔ نیز بذات خود کسی معاملہ میں خدا سے یا بندوں سے جو عہد و پیمان باندھتے ہیں (بشرطیکہ معصیت نہ ہو) اُس کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔

(۳۶) یعنی صلہ رحم کرتے ہیں۔ یا ایمان کو عمل کے ساتھ یا حقوق العباد کو حقوق اللہ کے ساتھ ملاتے ہیں، یا اسلامی اخوت کو قائم رکھتے ہیں۔ یا انبیاء علیہم السلام میں تفریق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں کسی کو نہ مانیں۔

(۳۷) یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال کا تصور کر کے لرزاں و ترساں رہتے ہیں اور یہ اندیشہ لگا رہتا ہے کہ دیکھئے وہاں جب ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا۔ کیا صورت پیش آئیگی۔

(۳۸) یعنی مصائب و شدائد اور دنیا کی مکروہات پر صبر کیا۔ کسی سختی سے گھبرا کر طاعت کے راستہ سے قدم نہیں ہٹایا نہ معصیت کی طرف جھکے اور یہ صبر و استقلال محض حق تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دکھلایا۔ اس لئے نہیں کہ دنیا انہیں بہت صابر اور مستقل مزاج کہے۔ نہ اس لئے کہ بجز صبر کے چارہ نہ رہا تھا مجبور ہو گئے تو صبر کر کے بیٹھ رہے۔

(۳۹) پوشیدہ کو شاید اس لئے مقدم رکھا کہ پوشیدہ خیرات کرنا افضل ہے۔ اِلّا یہ کہ کہیں مصلحت شرعی علانیہ دینے میں ہو۔

(۴۰) یعنی بُرائی کا جواب بھلائی سے دیتے ہیں، سختی کے مقابلہ میں نرمی برتتے ہیں کوئی ظلم کرتا ہے یہ معاف کرتے ہیں۔ (بشرطیکہ معافی سے بُرائی کے ترقی کرنے کا اندیشہ نہ ہو) بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی بُرا کام ہو جاتا ہے تو اُس کے مقابلہ میں بھلا کام (یعنی توبہ اور اُس گناہ کی تلافی) کرتے ہیں۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ يَّدۡخُلُوۡنَهَا وَمَنۡ صَلَحَ مِنۡ اٰبَآئِهِمۡ وَاَزۡوَاجِهِمۡ وَذُرِّيّٰتِهِمۡ وَالۡمَلٰٓئِكَةُ يَدۡخُلُوۡنَ

باغ ہیں رہنے کے ؏۴۱ داخل ہونگے اُن میں اور جو نیک ہوئے اُنکے باپ دادوں میں اور جوروؤں میں اور اولاد میں ؏۴۲ اور فرشتے آئیں

عَلَيۡهِمۡ مِّنۡ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيۡكُمۡ بِمَا صَبَرۡتُمۡ فَنِعۡمَ عُقۡبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾ وَالَّذِيۡنَ يَنۡقُضُوۡنَ

اُن کے پاس ہر دروازے سے کہیں گے سلامتی تم پر بدلے اِسکے کہ تم نے صبر کیا سو خوب ملا عاقبت کا گھر ؏۴۳ اور جو لوگ توڑتے ہیں

عَهۡدَ اللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ مِيۡثَاقِهٖ وَيَقۡطَعُوۡنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنۡ يُّوۡصَلَ وَيُفۡسِدُوۡنَ فِى الۡاَرۡضِ

عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد اور قطع کرتے ہیں اُس چیز کو جس کو فرمایا اللہ نے جوڑنا اور فساد اُٹھاتے ہیں ملک میں

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَهُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ يَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ؕ وَفَرِحُوۡا

ایسے لوگ اُنکے واسطے ہے لعنت اور اُنکے لئے ہے بُرا گھر ؏۴۴ اللہ کشادہ کرتا ہے روزی جس کو چاہے اور تنگ کرتا ہے ؏۴۵ اور فریفتہ ہیں

بِالۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَمَا الۡحَيٰوةُ الدُّنۡيَا فِى الۡاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿۲۶﴾ ع

دنیا کی زندگی پر اور دنیا کی زندگی کچھ نہیں آخرت کے آگے مگر متاعِ حقیر ؏۴۶

۳
ع ۸
۹

لہ مال۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۴۱) یعنی جن میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۴۲) **جنت میں اقرباء کی معیت** "آباء" کا لفظ تغلیباً کہا ہے جس میں اُمّہات (مائیں) بھی شامل ہیں۔ یہ جنت کی بشارت کے ساتھ مزید خوشخبری سنائی کہ ایسے کاملین کو جن کی خصال اوپر بیان ہوئیں، جنت میں ایک نعمت و مسرت یہ حاصل ہو گی کہ وہ اور اُن کے ماں باپ، اولاد، بیویاں جو اپنی نیکی کی بدولت دخول جنت کے لائق ہوں سب اکٹھے رہیں گے حتی کہ ان متعلقین میں سے اگر کوئی کم رتبہ ہو گا تو حق تعالیٰ اپنی نوازش و مہربانی سے درجہ بڑھا کر اُس مرد کامل سے نزدیک کر دے گا "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ" (طور، رکوع ۱) اس سے معلوم ہوا کہ بدون ایمان و عمل صالح کے محض کاملین کی قرابت کافی نہیں۔ ہاں ایمان و عمل صالح موجود ہو تو تعلق قرابت سے کچھ ترقی درجات ممکن ہے۔ واللہ اعلم۔

(۴۳) **مومنین کاملین کو فرشتوں کا سلام** صحیح حدیث میں جنّت کے آٹھ دروازے بیان ہوئے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اُن کاملین کی تعظیم و تکریم کے لئے خدا کے پاک فرشتے ہر طرف سے تحائف و ہدایا لیکر حاضر ہوں گے۔ احادیث میں ہے کہ خلق اللہ میں سے اوّل وہ فقراء مہاجرین جنت میں داخل ہوں گے جو سختیوں اور لڑائیوں میں سینہ سپر ہوتے اور رخنہ بندی کے وقت کام آتے تھے۔ جو حکم اُن کو ملتا اُس کی تعمیل کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے دُنیا کی حاجتیں اور دل کے ارمان دل ہی میں لیکر یہاں سے رخصت ہو گئے۔ قیامت کے دن حق تعالیٰ فرمائے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں (حاضر ہوں) جو میرے راستہ میں لڑے، میرے لئے تکلیفیں اُٹھائیں اور جہاد کیا۔ جاؤ جنّت میں بے کھٹکے داخل ہو جاؤ۔ پھر ملائکہ کو حکم ہو گا کہ میرے اِن بندوں کے پاس سے حاضر ہو کر سلام کرو۔ وہ عرض کریں گے خداوندا! ہم تیری بہترین مخلوق ہیں کیا ہم بارگاہ قرب کے رہنے والوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان زمینی باشندوں کے پاس حاضر ہو کر سلام کریں۔ ارشاد ہو گا، ہاں یہ میرے وہ بندے ہیں جنہوں نے توحید پر جان دی، دُنیا کے سب ارمان اپنے سینے میں لے کر چلے آئے میرے راستہ میں جہاد کیا اور ہر تکلیف کو خوشی سے برداشت کرتے رہے۔ یہ سُن کر فرشتے ہر طرف سے اُن کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور کہیں گے "سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کے آغاز میں قبور شہداء پر تشریف لیجاتے اور فرماتے "سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" یہ ہی طرز عمل ابو بکرؓ، عمرؓ، اور عثمان رضی اللہ عنہم کا رہا۔

(۴۴) **اشقیاء کی علامات** سُعداء کے مقابل یہاں اشقیاء کی عادات و خصال اور آخری انجام بتایا ہے۔ ان کا کام یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے بدعہدی کریں، جن چیزوں کے جوڑنے کا حکم تھا، اُنہیں توڑیں، ملک میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑکائیں دوسروں پر اور اپنی جانوں پر ظلم کرنے سے نہ رُکیں۔ یہ ہیں وہ لوگ ہیں جو خدا کی رحمت سے دور پھینک دیئے گئے اور سب سے زیادہ بُرے مقام پر پہنچنے والے ہیں۔

(۴۵) **دنیا کی خوشحالی سعادت کا معیار نہیں ہے** یعنی دنیا کے عیش و فراخی کو دیکھ کر سعادت و شقاوت کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ نہ یہ ضروری ہے کہ جس کو دنیا میں خدا نے رزق اور پیسہ زیادہ دیا ہے وہ اُس کی بارگاہ میں مقبول ہو۔ بہت سے مقبول بندے بطور آزمائش و امتحان یہاں عسرت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور مردود مجرموں کو ڈھیل دی جاتی ہے وہ مزے اڑاتے ہیں۔ یہ ہی دلیل اُس کی ہے کہ اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی ہے جہاں ہر شخص کو اُس کے نیک و بد اعمال کا پورا پھل مل کر رہیگا۔ بہر حال دنیا کی تنگی و فراخی مقبول و مردود ہونے کا معیار نہیں بن سکتا۔

(۴۶) **دنیوی زندگی کی حقیقت** یعنی اُسی کو مقصود سمجھ کر اتراتے اور اکڑتے ہیں۔ حالانکہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی محض ہیچ ہے جیسے ایک شخص اپنی انگلی سے سمندر کو چھوئے تو وہ تری جو انگلی کو پہنچی ہے سمندر کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہے۔ دنیا کی آخرت کے مقابل اتنی بھی حقیقت نہیں۔ لہذا عقلمند کو چاہئے کہ فانی پر باقی کو مقدم رکھے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے بذات خود مقصود نہیں۔ یہاں کے سامانوں سے اس طرح تمتع کرو جو آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَ

اور کہتے ہیں کافر کیوں نہ اتری اس پر کوئی نشانی اس کے رب سے کہہ دے اللہ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہے اور

يَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ﴿٢٧﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ

راہ دکھلاتا ہے اپنی طرف اس کو جو رجوع ہوا ف۴۷ وہ لوگ جو ایمان لائے اور چین پاتے ہیں ان کے دل اللہ کی یاد سے ف۴۸ سنتا ہے اللہ کی یاد ہی سے

تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ ﴿٢٨﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ ﴿٢٩﴾ كَذَٰلِكَ

چین پاتے ہیں دل ف۴۹ جو لوگ ایمان لائے اور کام کئے اچھے خوشحالی ہے ان کے واسطے اور اچھا ٹھکانا ف۵۰ اسی طرح

أَرْسَلْنَاكَ فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهَا أُمَمٌ لِّتَتْلُوَ عَلَيْهِمُ الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُونَ

تجھ کو بھیجا ہم نے ایک امت میں کہ گذر چکی ہیں اس سے پہلے بہت امتیں تاکہ سنا دے تو ان کو جو حکم بھیجا ہم نے تیری طرف ف۵۱ اور وہ منکر ہوتے ہیں

بِالرَّحْمَٰنِ ۚ قُلْ هُوَ رَبِّي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ مَتَابِ ﴿٣٠﴾ وَلَوْ أَنَّ قُرْآنًا سُيِّرَتْ بِهِ

رحمٰن سے ف۵۲ تو کہہ وہی رب میرا ہے کسی کی بندگی نہیں اس کے سوا اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف آتا ہوں رجوع کر کے ف۵۳ اور اگر کوئی قرآن ہوا ہوتا کہ چلیں اس سے

الْجِبَالُ أَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْأَرْضُ أَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتَىٰ ۗ بَل لِّلَّهِ الْأَمْرُ جَمِيعًا ۗ أَفَلَمْ يَيْأَسِ

پہاڑ یا ٹکڑے ہووے اس سے زمین یا بولیں اس سے مردے تو کیا ہوتا بلکہ سب کام تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں ف۵۴ سو کیا خاطر جمع نہیں

الَّذِينَ آمَنُوا أَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۗ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا

ایمان والوں کو اس پر کہ اگر چاہے اللہ تو راہ پر لائے سب لوگوں کو ف۵۵ اور برابر پہنچتا رہے گا منکروں

تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

کو ان کے کرتوت پر صدمہ یا اترے گا ان کے گھر سے نزدیک جب تک کہ پہنچے وعدہ اللہ کا بیشک اللہ

لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٣١﴾ ع ۱۰

خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ ف۵۶

(۴۷) **فرمائشی نشانیوں کا مطالبہ** سیکڑوں نشان دیکھتے تھے مگر وہ ہی مرغے کی ایک ٹانگ پکڑی ہوئی تھی کہ جو ہم کہتے جائیں وہ نشان دکھاؤ۔ مثلاً مکہ کے پہاڑوں کو ذرا اپنی جگہ سے سرکا کر کھیتی باڑی کے لئے زمین وسیع کر دو۔ یا زمین کو پھاڑ کر چشمے اور نہریں نکال دو یا ہمارے پرانے بزرگوں کو دوبارہ زندہ کر کے ہم سے بات چیت کرا دو۔ غرض کوئی نشان ایسا دکھلاؤ جو ہم کو ایمان لانے پر مجبور کر دے۔ اس کا جواب دیا کہ بیشک خدا ایسے نشانات دکھلانے پر قدرت رکھتا ہے۔ لیکن اس کی حکمت و عادت مقتضی نہیں کہ تمہاری فرمائشیں پوری کیا کرے۔ پیغمبروں کی تصدیق کے لئے جس قدر ضرورت ہے اس سے زائد نشانات دکھلا چکا اور دکھلا رہا ہے دوسرے سیکڑوں معجزات سے قطع نظر کر کے اکیلا قرآن ہی کیسا عظیم الشان پیغمبر کی صداقت کا ہے۔ جب تم ان نشانوں کو دیکھ کر راہ راست پر نہ آئے اور حق کی طرف رجوع نہ ہوئے تو معلوم ہوا کہ قدیم قانون کے موافق خدا کی مشیت یہ ہی ہے

۱ بچلاتا ہے۔ ۲ خوبی۔

۳ بولنے لگیں۔ ۴ دھڑکا۔

Brought To You By www.e-iqra.info

کر تم کو تمہاری پسند کردہ گمراہی میں چھوڑے رکھے۔ بلاشبہ اگر تم بڑے سے بڑے نشان دیکھ کر اُس کی طرف رجوع ہوتے تو وہ اپنی عادت کے موافق تم کو آگے بڑھاتا اور حقیقی کامیابی تک پہنچنے کی راہیں دکھاتا۔ جب تم نے خود یہ نہ چاہا تو اُس کی حکمت بھی اسی کو مقتضی ہے کہ تمہیں مجبور نہ کرے۔ پھر فرمائشی نشان دکھلانے کی کیا ضرورت رہی، بلکہ نہ دکھلانے میں تمہارا فائدہ ہے کیونکہ سنۃ اللہ یہ ہے کہ فرمائشی نشان اسی وقت دکھلائے جاتے ہیں جب کسی قوم کا تباہ کرنا مقصود ہو۔ حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ! اگر تم چاہو تو ہم ان کو فرمائشی نشان دکھلا دیں، اُس پر بھی نہ مانیں تو ایسا عذاب بھیجا جائیگا جو دنیا میں کسی پر نہ آیا ہو۔ اور اگر تم چاہو تو رحمت و توبہ کا دروازہ کھلا رکھیں۔ آپ نے دوسری شق کو اختیار فرمایا چنانچہ یہ ہی معاندانہ فرمائشیں کرنے والے بہت سے بعد کو مسلمان ہو گئے۔

(۴۸) **اللہ کے ذکر میں ہی دلوں کا چین ہے** یہ خدا کی طرف رجوع ہونے والوں کا بیان ہوا۔ یعنی اُن کو دولت ایمان نصیب ہوتی ہے اور ذکر اللہ (خدا کی یاد) سے چین اور اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ کیونکہ سب سے بڑا ذکر تو قرآن ہے "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" جسے پڑھ کر اُن کے دلوں میں یقین کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ شبہات اور وساوس شیطانیہ دور ہو کر سکون و اطمینان میسر آتا ہے۔ ایک طرف اگر حق تعالیٰ کی عظمت و مہابت دلوں میں خوف و خشیت پیدا کرتی ہے تو دوسری طرف لامحدود رحمت و مغفرت کا ذکر قلبی سکون و راحت کے سامان بہم پہنچاتا ہے غرض ان کا دل ہر طرف سے ٹوٹ کر ایک خدا کی طرف جم جاتا ہے اور ذکر اللہ کا نور اُن کے قلوب سے ہر طرح کی دنیوی وحشت اور گھبراہٹ کو دُور کر دیتا ہے۔

۴۹ یعنی دولت، حکومت، منصب، جاگیر یا فرمائشی نشانات کا دیکھ لینا، کوئی چیز انسان کو حقیقی سکون و اطمینان سے ہم آغوش نہیں کر سکتی۔ صرف یاد الٰہی سے جو تعلق مع اللہ حاصل ہوتا ہے وہ ہی ہے جو دلوں کے اضطراب و وحشت کو دور کر سکتا ہے۔

(۵۰) مترجم محقق نے "طوبیٰ" کے لغوی معنے لئے ہیں اسی کے اندر جنت کا وہ درخت بھی آگیا جسے حدیث صحیح میں "طوبیٰ" کے نام سے موسوم فرمایا ہے

(۵۱) **آنحضرتؐ کی بعثت نیا واقعہ نہیں ہے** یعنی جس طرح ہم اپنی طرف رجوع ہونے والوں کو کامیابی کی راہ دکھاتے ہیں۔ اسی طرح اس اُمت کی رہنمائی کے لئے ہم نے تجھے مبعوث کیا تا جو کتاب اپنی رحمت کاملہ سے تجھ پر اُتاری ہے آپ ان کو پڑھ کر سُنا دیں آپ کا پیغمبر بنا کر بھیجا جانا کوئی انوکھی بات نہیں، پہلی اُمتوں کی طرف بھی پیغمبر بھیجے جا چکے ہیں جو اُس وقت تکذیب کرنے والوں کا حشر ہوا ان لوگوں کو بھی پیش نظر رہنا چاہئے۔

(۵۲) **رحمان سے انکار** یعنی رحمان نے اپنی رحمت کاملہ سے قرآن اُتارا۔ "اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ" اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا مگر انہوں نے سخت ناشکری اور کفرانِ نعمت پر کمر باندھ لی۔ رحمان کا حق ماننے سے منکر ہو گئے بلکہ اس نام سے ہی وحشت کھانے لگے۔ اسی لئے "حدیبیہ" کے صلحنامہ میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے پر جھگڑا کیا۔ "وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ" (فرقان۔ رکوع ۵)۔

(۵۳) یعنی جس رحمان سے تم انکار کرتے ہو وہ ہی میرا رب ہے اور وہ ہی اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں "قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى" (بنی اسرائیل۔ رکوع ۱۲) میرا آغاز و انجام سب اُسی کے ہاتھ میں اُسی پر توکل کرتا ہوں۔ نہ تمہارے انکار و تکذیب سے مجھے ضرر کا اندیشہ ہے نہ اس کی امداد و اعانت سے مایوس ہوں۔

(۵۴) **کفار فرمائشی کتاب پر بھی ایمان نہ لاتے** یہاں قرآن سے مُراد عام کتاب ہے جیسا کہ ایک حدیث صحیح میں "زبور" پر لفظ قرآن کا اطلاق ہوا ہے یعنی اگر کوئی کتاب ایسی اُتاری جاتی جس سے تمہارے یہ فرمائشی نشان پورے ہو جاتے تو وہ بجز اس قرآن کے اور کونسی ہو سکتی تھی یہ ہی قرآن ہے جس نے روحانی طور پر پہاڑوں کی طرح جمے ہوئے لوگوں کو ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ قلوب بنی آدم کی زمینوں کو پھاڑ کر معرفت الٰہی کے چشمے جاری کر دیے۔ وصول الی اللہ کے راستے برسوں کی جگہ منٹوں میں طے کرائے۔ مردہ قوموں اور دلوں میں ابدی زندگی کی روح پھونک دی۔ جب ایسے قرآن سے تم کو شفاء و ہدایت نصیب نہ ہوئی تو فرض کرو تمہاری طلب کے موافق اگر یہ قرآن مادی اور حسّی طور پر بھی وہ سب چیزیں دکھلا دیتا جن کی فرمائش کرتے ہو۔

Brought To You By www.e-iqra.info

تب ہی کیا اُمید تھی کہ تم ایمان لے آتے اور نئی حجتیں اور کج بحثیاں شروع نہ کرتے، تم ایسے ضدی اور سرکش واقع ہوئے ہو کہ کسی نشان کو دیکھ کر ایمان لانے والے نہیں۔ اصل یہ ہے کہ سب کام (ہدایت و اضلال) اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ جسے وہ نہ چاہے قیامت تک ہدایت نہیں ہو سکتی۔ لیکن وہ اُسی کو چاہتا ہے جو اپنی طرف سے قبولِ حق کی خواہش اور تڑپ رکھتا ہو۔

(۵۵) شاید بعض مسلمانوں کو خیال گذرا ہو گا کہ ایک مرتبہ اُن کی فرمائش ہی پوری کر دی جائے شاید ایمان لے آئیں اُن کو سمجھایا کہ خاطر جمع رکھو اگر خدا چاہے تو بدون ایک نشان دکھلائے ہی سب کو راہِ راست پر لے آئے۔ لیکن یہ اس کی عادت و حکمت کے خلاف ہے۔ اُس نے انسان کو ایک حد تک کسب و اختیار کی آزادی دے کر ہدایت کے کافی اسباب فراہم کر دیے، جو چاہے اُن سے منتفع ہو۔ کیا ضرورت ہے کہ اُن کی فرمائشیں پوری کی جائیں باوجود کافی سامانِ ہدایت موجود ہونے کے اگر معاندین نہیں مانتے اور اپنے ایمان کو بیہودہ فرمائشوں پر معلق کرتے ہیں۔ تو ہم نے یہ ارادہ بھی نہیں کیا کہ ساری دنیا کو ضرور منوا ہی دیا جائے آخر " لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ " والی بات بھی تو پوری ہو کر رہے گی۔

(۵۶) **کفّار کیلئے قارعہ** یعنی یہ کفارِ مکہ فرمائشی نشانوں سے ماننے والے نہیں۔ یہ تو اس طرح مانیں گے کہ برابر کوئی آفت و مصیبت خود ان پر یا ان کے آس پاس والوں پر پڑتی رہے گی۔ جسے دیکھ کر یہ عبرت حاصل کریں مثلاً جہاد میں مسلمانوں کے ہاتھوں سے کچھ قتل ہو نگے کچھ قید کیے جائیں گے کچھ دوسری طرح کی مصائب کا شکار ہو نگے، یہی سلسلہ رہے گا۔ جب تک خدا کا وعدہ پورا ہو یعنی مکہ فتح ہو اور " جزیرۃ العرب " شرک کی گندگی سے پاک و صاف ہو جائے بیشک خدا کا وعدہ اٹل ہے، پورا ہو کر رہیگا۔ بعض مفسرین نے اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف خطاب مانا ہے یعنی آپ اُن کی بستی کے قریب اُتریں گے جیسا کہ حدیبیہ میں ہوا۔ اس وقت " قارعہ " سے وہ سرایا مراد ہوں گے جن میں آپ بنفسِ نفیس شریک نہ ہوتے تھے۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ آیت تمام کفار کے حق میں عام ہے۔ مکہ والوں کی تخصیص نہیں۔ واللہ اعلم۔

وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَمْلَيْتُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ قف فَكَيْفَ كَانَ

اور ٹھٹھا کر چکے ہیں کتنے رسولوں سے تجھ سے پہلے سو ڈھیل دی میں نے منکروں کو پھر اُن کو پکڑ لیا سو کیسا تھا

عِقَابِ ﴿۳۲﴾ اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ج وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ ط قُلْ سَمُّوْهُمْ ط اَمْ

میرا بدلہ ف۵۷ بھلا جو لئے کھڑا ہے ہر کسی کے سر پر جو کچھ اُس نے کیا ہے[1] اور مقرر کرتے ہیں اللہ کیلئے شریک ف۵۸ کہہ اُن کا نام لو ف۵۹ یا

تُنَبِّئُوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ط بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَ

اللہ کو جتلاتے ہو جو وہ نہیں جانتا زمین میں ف۶۰ یا کرتے ہو اوپری اوپر باتیں ف۶۱ یہ نہیں بلکہ بھلے سجھا دیے ہیں منکروں کو اُن کے فریب اور

صُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ط وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ

وہ روک دیے گئے ہیں راہ سے ف۶۲ اور جس کو گمراہ کرے اللہ سو کوئی نہیں اسکو راہ بتانیوالا ف۶۳ اُن کو مار پڑتی ہے دنیا کی زندگی میں ف۶۴ اور

لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ج وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾

آخرت کی مار تو بہت ہی سخت ہے اور کوئی نہیں انکو اللہ سے بچانے والا ف۶۵

(۵۷) یعنی سزا ملنے میں دیر ہو تو مت سمجھو کہ چھوٹ گئے، گذشتہ مجرموں کو بھی پہلے ڈھیل دی گئی۔ پھر جب پکڑا تو دیکھ لو کیا حشر ہوا۔ آج تک ان کی تباہی کی داستانیں زبانوں پر ہیں۔

لے اوروں کی برابر ہو سکتا ہے۔

Brought To You By www.e-iqra.info

(۵۸) **اللہ ہر شخص کے عمل کی نگرانی کرتا ہے** یعنی جو خدا ہر شخص کے ہر عمل کی ہر وقت نگرانی رکھتا ہے، ایک لمحہ کسی سے غافل نہیں۔ ذرا کوئی شرارت کرے اُسی وقت تنبیہ کر سکتا اور سزا دے سکتا ہے۔ کیا مجرم اس سے چھوٹ کر کہیں بھاگ سکتے ہیں، یا اُس کی مثل پتھر کی وہ مورتیاں ہو سکتی ہیں جو نہ دیکھتی ہیں نہ سُنتی ہیں۔ نہ اپنے یا دوسرے کے نفع و ضرر کا کچھ اختیار رکھتی ہیں۔ تعجب ہے کہ ایسے خدا کی موجودگی میں انسان ایسی عاجز و حقیر مخلوق کے آگے سر جھکائے اور اس کو خدائی کے اختیارات تفویض کر دے۔ اس ظلم کی بھی کوئی انتہا ہے کہ علیم الکل اور بہمہ صفت موصوف خدا کے شریک وہ ہوں جنہیں خود اپنے وجود کی خبر نہیں خوب سمجھ لو کہ جو کچھ ہم خفیہ یا علانیہ کرتے ہیں سب خدا کی آنکھ کے سامنے ہے۔ لوگوں کی ان مشرکانہ گستاخیوں سے وہ بے خبر نہیں۔ جلد یا بدیر سزا مل کر رہے گی۔

(۵۹) **اللہ کے حصہ دار کہیں موجود نہیں** یعنی ذرا آگے بڑھ کر اُن شرکاء کے نام تو لو اور پتے تو بتاؤ، کیا خداوند قدوس کی یہ صفات سُن کر جو اُوپر بیان ہوئیں کوئی حیادار اُن پتھروں کا نام بھی لے سکتا ہے؟ اور بے حیائی سے "لات" و "عزیٰ" کے نام لینے لگو تو کیا کوئی عاقل ادھر التفات کر سکتا ہے؟۔

(۶۰) یعنی خدا کو تمام روئے زمین پر اپنی خدائی کا کوئی شریک (حصہ دار) معلوم نہیں۔ (کیونکہ ہے ہی نہیں جو معلوم ہو) کیا تم اُسے وہ چیز بتلاؤ گے جسے وہ نہیں جانتا؟ (العیاذ باللہ) (تنبیہ) زمین کی قید اس لئے لگائی کہ بت پرستوں کے نزدیک شرکاء (اصنام) کی قیام گاہ یہی زمین تھی۔ ابوحیان نے "لَا یَعۡلَمُ" کی ضمیر "ما" کی طرف لوٹائی ہے۔ یعنی کیا خدا کو بتلاتے ہو کہ آپ کی خدائی کے حصہ دار وہ بت ہیں جو ادنیٰ سا علم نہیں رکھتے؟

(۶۱) **شرکاء کا عقیدہ صرف قول ہی قول ہے** پہلے فرمایا تھا ان شرکاء کا ذرا نام لو، پھر متنبہ فرمایا کہ جس چیز کا واقع میں ثبوت ہی نہیں اُس کا نام کیا لیا جا سکتا ہے؟ اب بتلاتے ہیں کہ کسی چیز کو خدا کا شریک ٹھہرانا خالی الفاظ اور صوت محض ہے جس کے نیچے کوئی حقیقت نہیں۔ مجرد ظن و تخمین اور باطل اوہام سے چند بے معنی الفاظ با معنی نہیں بن جاتے۔ شاید "بِظَاهِرٍ مِّنَ الۡقَوۡلِ" میں ادھر بھی اشارہ ہو کہ جو مشرکانہ باتیں وہ کر رہے ہیں اگر کورانہ تقلید و متعصب سے خالی ہو کر اپنے ضمیر کی طرف رجوع کریں تو خود اُن کا ضمیر بھی ان لغویات سے انکار کرے گا۔ اس لئے کہنا چاہئے کہ یہ سب اوپر اوپر کی باتیں ہیں۔ جن کو انسانی ضمیر اور انسانی فطرت دونوں مردود ٹھہرا چکے ہیں۔

(۶۲) یعنی کچھ بھی نہیں۔ شرک کی حمایت میں اُن کی یہ مستعدی اور توحید کے مقابلہ میں اس قدر جدوجہد خالی نفس کا دھوکہ اور شیطان کا فریب ہے اسی نے اُن کو راہ حق سے روک دیا ہے۔

(۶۳) یعنی جسے خدا ہدایت کی توفیق نہ دے اُسے کون راہ پر لا سکتا ہے اور وہ اُسی کو توفیق دیتا ہے جو باختیار خود ہدایت کے دروازے اپنے اُوپر بند نہ کر لے۔

(۶۴) مجاہدین کے ہاتھوں سے یا بلاواسطہ قدرت کی طرف سے۔

(۶۵) یعنی بے سزا دیئے چھوڑے گا نہیں۔ پھر وہاں کی سزا کا کیا پوچھنا۔

مَثَلُ الۡجَنَّةِ الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلۡكَ عُقۡبَی

حال جنت کا جس کا وعدہ ہے پرہیزگاروں سے بہتی ہیں اُس کے نیچے نہریں میوہ اُس کا ہمیشہ ہے ف۶۶ اور سایہ بھی ف۶۷ یہ بدلہ ہے

الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا ٭ۖ وَّعُقۡبَی الۡكٰفِرِیۡنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾ وَالَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰهُمُ الۡكِتٰبَ یَفۡرَحُوۡنَ بِمَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡكَ

اُن کا جو ڈرتے رہے ف۶۸ اور بدلہ منکروں کا آگ ہے ف۶۹ اور وہ لوگ جن کو ہم نے دی ہے کتاب خوش ہوتے ہیں اُس سے جو نازل ہوا تجھ پر ف

وَمِنَ الۡاَحۡزَابِ مَنۡ یُّنۡكِرُ بَعۡضَهٗ ؕ قُلۡ اِنَّمَاۤ اُمِرۡتُ اَنۡ اَعۡبُدَ اللّٰهَ وَلَاۤ اُشۡرِكَ بِهٖ ؕ

اور بعضے فرقے نہیں مانتے اُسکی بعضی بات ف۷۰ کہہ مجھ کو یہی حکم ہوا ہے کہ بندگی کروں اللہ کی اور شریک نہ کروں اس کا

Brought To You By www.e-iqra.info

إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَآبِ ﴿۳۶﴾ وَكَذَٰلِكَ أَنزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ مَا

اسی کی طرف بلاتا ہوں اور اُسی کی طرف ہے میرا ٹھکانا ۷۲ اور اسی طرح اُتارا ہم نے یہ کلام حکم عربی زبان میں ۷۳ اور اگر تو چلے اُنکی خواہش کے موافق بعد اس

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ

علم کے جو تجھ کو پہنچ چکا کوئی نہیں تیرا اللہ سے حمایتی اور نہ بچانے والا ۷۴ اور بھیج چکے ہیں ہم کتنے رسول تجھ سے پہلے

وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ

اور ہم نے دی تھیں اُن کو جورُوئیں اور اولاد اور نہیں ہوا کسی رسول سے کہ وہ لے آئے کوئی نشانی مگر اللہ کے اذن سے ہر ایک

أَجَلٍ كِتَابٌ ﴿۳۸﴾ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِندَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ﴿۳۹﴾ وَإِن مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

وعدہ ہے لکھا ہوا ۷۵ مٹاتا ہے اللہ جو چاہے اور باقی رکھتا ہے اور اُسی کے پاس ہے اصل کتاب ۷۶ اور اگر دکھلادیں ہم تجھ کو کوئی وعدہ

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي

جو ہم نے کیا ہے ان سے یا تجھ کو اُٹھالیویں سو تیرا ذمہ تو پہنچا دینا ہے اور ہمارا ذمہ ہے حساب لینا ۷۷ کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم چلے آتے ہیں

الْأَرْضَ نَنقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾

زمین کو گھٹاتے اُس کے کناروں سے ۷۸ اور اللہ حکم کرتا ہے کوئی نہیں کہ پیچھے ڈالے اُس کا حکم ۷۹ اور وہ جلد لیتا ہے حساب ۸۰

(۶۶) جس کی کوئی نوع کبھی ختم نہ ہوگی اور ہمیشہ وہ ہی ملیگا۔ جس کی خواہش کریں گے۔ "لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا مَمْنُوعَةٍ" (واقعہ۔ رکوع ۱)

(۶۷) یعنی سایہ ہمیشہ آرام دہ رہیگا نہ کبھی دھوپ کی تپش ہوگی نہ سردی کی تکلیف۔ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا (دہر رکوع ۱)

(۶۸) یعنی خدا سے ڈر کر شرک وکفر کو چھوڑے رکھا۔

(۶۹) اہل حق اور اہل باطل کا انجام ایک دوسرے کے بالمقابل بیان فرمایا۔ وبضدها تتبين الاشياء۔

(۷۰) **نزول قرآن سے اہل کتاب اور مسلمانوں کی خوشی** جن کو اب قرآن دیا ہے (یعنی مسلمان) اور جن کو پہلے "تورات" و "انجیل" وغیرہ دی گئی (یعنی "یہود" و "نصاریٰ") اس چیز کو سن کر خوش ہوتے ہیں جو آپ پر نازل کی گئی۔ مسلمانوں کا خوش ہونا تو ظاہر ہے کہ وہ اسی کتاب کو فلاح دارین کی کلید جانتے تھے، باقی یہود و نصاریٰ میں جو لوگ اہل علم و انصاف اور فی الجملہ حق پرست تھے اُن کے لئے بھی ایک طرح مسرت کا موقع تھا۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ قرآن کریم کیسی فراخدلی سے اُن کی اصل کتابوں کی تصدیق اور اُن کے انبیاء کی تعریف و تعظیم میں رطب اللسان ہے بلکہ سچے احبار ورُہبان کے وجود کو بھی معرض مدح میں پیش کرتا ہے "ذٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا"۔ چنانچہ اسی قسم کے منصف و حق پرست یہود و نصاریٰ آخرکار مشرف باسلام ہوئے۔

(۷۱) یعنی یہود و نصاریٰ یا عرب کے جاہلوں میں وہ جماعتیں بھی ہیں جو قرآن سے اس لئے ناخوش ہیں کہ انہیں اُس کی بعض چیزوں سے انکار ہے اور یہ وہی چیزیں ہیں جو اُن کی تحریف و تبدیل یا آراء و اہواء کے خلاف قرآن نے بیان کی ہیں۔

(۷۲) **آنحضرت کی دعوت توحید خالص کی طرف** یعنی کوئی خوش ہو یا ناخوش میں تو اُسی خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی بندگی کرتا ہوں جس کو سب انبیاء اور کُل بالاتفاق مانتے چلے آئے۔ اُسی کے احکام و مرضیات کی طرف ساری دنیا کو دعوت دیتا ہوں اور خوب جانتا ہوں کہ میرا انجام اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں، وہیں میرا ٹھکانا ہے۔ وہ ہی مجھ کو آخرکار غالب و منصور اور مخالفین کو مغلوب و رسوا کریگا۔ لہٰذا کسی کے خلاف و انکار کی مجھ قطعاً پروا نہیں

Brought To You By www.e-iqra.info

(۷۳) **قرآن کا نزول عربی زبان میں** یعنی جیسے بیشتر دوسری کتابیں اُتاری گئیں اس وقت یہ قرآن اُتارا جو عظیم الشان معارف و حکم پر مشتمل اور حق و باطل کا آخری فیصلہ کرنے والا ہے۔ پھر جس طرح ہر پیغمبر کو اُسی زبان میں کتاب دی گئی جو اُس کی قومی زبان تھی۔ ایسے ہی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو عربی قرآن دیا گیا۔ بلاشبہ قرآن جیسی معجز و جامع کتاب ایسی ہی زبان میں نازل ہونی چاہئے تھی، جو نہایت بلیغ، وسیع، جامع، منضبط، واضح، پر مغز اور پرشوکت ہونے کی وجہ سے "اُمّ الالسنہ" اور "ملکۃ اللغات" کہلانے کی مستحق ہے۔

(۷۴) **علم عظیم کی پیروی کرو** یعنی کسی کے انکار و ناخوشی کی ذرہ بھر پرواہ نہ کرو۔ حق تعالیٰ نے جو علم عظیم تم کو دیا ہے اس کی پیروی کرتے رہو۔ اگر بالفرض تم ان لوگوں کی خواہشات کی طرف جھک گئے تو اس کے وبال سے کون بچا سکتا ہے۔ یہ خطاب ہر طالب حق کو ہے۔ اور اگر حضورؐ مخاطب ہیں تو آپ کے سامنے رکھ کر دوسروں کو سنانا مقصود ہے جیسا کہ پہلے متعدد مواضع میں اس کی نظائر گذر چکیں۔

(۷۵) **تمام انبیاءؑ بشر تھے** یعنی پیغمبر عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو نئی کتاب اور نئے احکام دے کر بھیجنا کیا اچنبھے کی بات ہوگئی جو اتنی حجتیں نکالی جاتی ہیں آخر ان سے پہلے بھی ہم نے جو پیغمبر بھیجے وہ آسمان کے فرشتے نہ تھے اِسی دنیا کے رہنے والے آدمی تھے۔ جو کھانا کھاتے اپنی ضروریات اپنے ہاتھوں سے انجام دیتے اور بیوی بچے رکھتے تھے۔ اُن میں کسی کو یہ قدرت نہ تھی کہ لوگ جو نشانی مانگتے ضرور دکھلا دیتا، بلکہ موجودہ پیغمبر کی طرح ہر چیز میں سے خدائی اذن کے منتظر رہتے تھے۔ وہ ہی نشان دکھاتے اور وہ ہی احکام سناتے تھے جس کا اذن خدا کے یہاں سے ہوتا۔ خدائی اذن کا حال یہ ہے کہ اُس کے یہاں ہر زمانہ اور ہر قرن کے مناسب جداگانہ حکم لکھا ہوا ہے اور ایک وعدہ ٹھہرا ہوا ہے جس کو نہ کوئی نبی بدل سکتا ہے نہ فرشتہ۔ پھر جب ہر ایک پیغمبر اپنے زمانہ کے مناسب احکام لائے اور اپنی صداقت کے نشان دکھانے میں پبلک کی خواہشات کے پابند نہیں رہے نہ اپنے کو حوائج بشریہ اور تعلقات معاشرت سے پاک اور برتر ظاہر کیا تو ان ہی چیزوں کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پایا جانا انکار نبوت کی دلیل کیسے بن سکتی ہے۔

(۷۶) **اللہ قضاو قدر کا مالک ہے** یعنی اپنی حکمت کے موافق جس حکم کو چاہے منسوخ کرے جسے چاہے باقی رکھے۔ جس قوم کو چاہے مٹائے جسے چاہے اُس کی جگہ جمادے۔ جن اسباب کی تاثیر چاہے بدل ڈالے جن کی چاہے نہ بدلے۔ جو وعدہ چاہے شرائط کی موجودگی میں ظاہر کرے جو چاہے شرائط کے نہ پائے جانے کی بناء پر موقوف کر دے۔ غرض ہر قسم کی تبدیلی و تغییر، محو و اثبات نسخ و احکام اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ قضاو قدر کے تمام دفاتر اُسی کے قبضہ میں ہیں اور سب تفصیلات و دفاتر کی جڑ جسے "اُمّ الکتاب" کہنا چاہئے اُسی کے پاس ہے یعنی "علم ازلی محیط" جو ہر قسم کے تبدل و تغیر سے قطعاً منزہ و مُبرّیٰ اور لوح محفوظ کا ماخذ ہے۔

تقدیر معلق اور تقدیر مبرم حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ "دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے، بعضے اسباب ظاہر ہیں بعضے چھپے ہیں۔ اسباب کی تاثیر کا ایک طبعی اندازہ ہے، جب اللہ چاہے اُس کی تاثیر اندازہ سے کم یا زیادہ کر دے۔ جب چاہے ویسی ہی رکھے۔ آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے۔ جو ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازے کو تقدیر کہتے ہیں۔ یہ دو تقدیریں ہوئیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی۔ جو تقدیر بدلتی ہے اُس کو معلق اور جو نہیں بدلتی اُس کو مُبرم کہتے ہیں" جن احادیث و آثار سے بعض افاضل کو قضاء مبرم کے بدلنے کا شبہ ہوا ہے اُن کے متعلق یہاں تفصیل کا موقع نہیں۔ انشاء اللہ مستقل تفسیر میں لکھا جائیگا۔ اگر خدا نے توفیق دی۔ وہو الموفق والمستعان۔

(۷۷) یعنی جو وعدے اُن سے کئے گئے ہیں، ہم کو اختیار ہے کہ ان میں سے بعض آپ کے سامنے پورے کر دیں یا آپ کی وفات کے بعد ظاہر کریں نہ آپ کو اُن کے ظہور کی فکر میں پڑنا چاہئے اور نہ تاخیر و امہال دیکھ کر ان لوگوں کو بے فکر ہونا چاہئے۔ خدا کے علم میں ہر چیز کا ایک وقت مناسب ہے جس کے پہنچنے پر وہ ضرور ظاہر ہو کر رہے گی۔ آپ اپنا فرض (تبلیغ) ادا کئے جائیے تکذیب کرنے والوں کا حساب ہم خود بیباق کر دیں گے۔

(۷۸) **اللہ کا حکم ضرور پورا ہوتا ہے** یعنی سرزمین مکہ کے آس پاس اسلام کا اثر پھیلتا جاتا اور کفر کی عملداری گھٹتی جاتی ہے۔ بڑے بڑے قبائل

Brought To You By www.e-iqra.info

اور اشخاص کے قلوب پر اسلام کا سکہ بیٹھ رہا ہے۔ اوس و خزرج کے دل حق و صداقت کے سامنے مفتوح ہو رہے ہیں۔ اس طرح ہم آہستہ آہستہ کفر کی حکومت کو دباتے چلے آرہے ہیں۔ کیا یہ روشن آثار ان مکذبین کو نہیں بتلاتے کہ خدا کا فیصلہ ان کے مستقبل کے متعلق کیا ہو چکا ہے۔ ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اسلام آج جس رفتار سے بڑھ رہا ہے وہ کسی طاقت سے رکنے والا نہیں۔ لہٰذا انجام بینی اسی میں ہے کہ آنے والی چیز کو آئی ہوئی سمجھیں

(۷۹) یعنی اس کا تکوینی حکم اور فیصلہ اٹل ہے۔ جب وقت آجائے تو کس کی طاقت ہے کہ ایک منٹ کے لئے ملتوی کر کے پیچھے ڈال دے۔

(۸۰) یعنی جہاں حساب کا وقت آن پہنچا پھر دیر نہ لگے گی۔ یا جو چیز یقیناً آنیوالی ہے اسے جلد ہی سمجھو۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ

اور فریب کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے سو اللہ کے ہاتھ میں ہے سب فریب ف۸۱ جانتا ہے جو کچھ کماتا ہے ہر ایک جی ف۸۲ اور اب معلوم کئے لیتے

الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٤٢﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

ہیں کافر کہ کس کا ہوتا ہے پچھلا گھر ف۸۳ اور کہتے ہیں کافر تو بھیجا ہوا نہیں آیا کہدے اللہ کافی ہے گواہ

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾ ع

میرے اور تمہارے بیچ میں ف۸۴ اور جس کو خبر ہے کتاب کی ف۸۵

(۸۱) **اللہ کی تدبیر غالب ہے** وہ نہ چاہے تو سب فریب رکھے رہ جائیں، یا یہ کہ خدا ان کے فریب کا توڑ کرتا ہے۔ "مکر" اصل میں خفیہ تدبیر کو کہتے ہیں، اگر برائی کے لئے کیجائے بری ہے اور برائی کو دور کرنے کے لئے ہو تو اچھی ہے یعنی انہوں نے چھپ چھپ کر ناپاک تدبیریں کیں لیکن خدا کی تدبیر سب پر غالب رہی، اس نے وہ تدبیریں ان ہی پر الٹ دیں۔ "وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ" (فاطر۔ رکوع ۵)۔

(۸۲) یعنی جس سے کوئی حرکت و سکون اور کھلا چھپا کام پوشیدہ نہیں اس کے آگے کسی کا مکر کیا چل سکتا ہے وہ ان مکاروں کو خوب مزہ چکھائیگا۔

(۸۳) یعنی جیسے اگلوں نے اپنے مکر کا انجام دیکھ لیا، موجودہ کفار کو بھی قدر عافیت معلوم ہوا چاہتی ہے۔

(۸۴) **آنحضرت ﷺ کی صداقت پر اللہ کی گواہی** یعنی تمہارے جھٹلانے سے کچھ نہیں ہوتا، جبکہ خداوند قدوس میری صداقت کے بڑے بڑے نشان دکھلا رہا ہے قرآن جو اس کا کلام ہے، جیسے اپنے کلام الٰہی ہونے کی شہادت دیتا ہے اسی طرح میرے پیغمبر برحق ہونے کا گواہ ہے۔ اگر آنکھیں کھول کر دیکھو تو سخت ناموافق حالات میں سچ کا اس شان سے پھیلتے جانا اور دشمنوں تک کے دلوں میں گھر کرنا اور جھوٹ کا مغلوب و مقہور ہو کر سمٹتے رہنا خدا کی طرف سے کھلی ہوئی گواہی میری حقانیت کی ہے۔

(۸۵) **اہل علم کی گواہی** یعنی جن کو قرآن کا علم اور اس کے حقائق کی خبر ہو گئی ہے وہ بھی دل سے گواہ ہیں کہ میں نے کچھ جھوٹ نہیں بنایا۔ نیز جنہیں پہلی کتب سماویہ اور ان کی پیشین گوئیوں کی اطلاع ہے ان کے دل گواہی دیتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ٹھیک ان پیشین گوئیوں کے مطابق تشریف لائے ہیں جو سیکڑوں برس پیشتر موسیٰ اور مسیح کر چکے تھے۔ علیہما وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام۔ اے خدا! تو گواہ رہ کہ جس چیز کی گواہی تو نے اور تیری کتاب والوں نے دی، یہ عاجز خاطی بھی صدق دل سے اس کی گواہی دیتا ہے۔ تم سورۃ الرعد بعون اللہ وحسن توفیقہ۔

Brought To You By www.e-iqra.info